# اختلاف رائے کی اہمیت و آداب

تحریر: ابو عمر غلام مجتبیٰ عطاری المدنی

حضرتِ انسان کا خاصہ ہے کہ اس کا دماغ ہمہ وقت مختلف سوچوں کا آماجگاہ بنا رہتا ہے ، کئی سوچیں تو بن بلائے مہمان کی طرح تشریف فرما ہوجاتی ہیں لیکن وہ سوچیں جو ایک باشعور دماغ سے خوب غور و خوص کرنے کے بعد ایک نکتہ اور نتیجہ تک پہنچتی ہیں وہ سوچیں رائے کی حیثیت اختیار کر جاتی ہیں۔کیونکہ عقل و شعور کے مختلف درجات ہوتے ہیں اسی لیے ہر شخص اپنے اپنے فہم و ادراک کے مطابق ہی کسی نتیجے تک پہنچتا ہے اسی لیے عمومی طور پر تقریبا افراد کی آرا مختلف ہوتی ہے جس کو اختلافِ رائے تو تعبیر کیا جاتا ہے

## اختلافِ رائے کے فوائد و حکمتیں

اگر سارے انسان ایک ہی سوچ،ایک ہی نقطہ نظر کے حامل ہو جائیں تو ایک جامد و ساکت معاشرہ تشکیل پائے گا جس میں جدت و ترقی کا نام و نشان تک نہیں ہو گا ایسے معاشرے پنپ نہیں سکتے۔زندہ معاشروں میں اختلافِ رائے ہوتا ہے اور یہی زندہ معاشرے کی پہچان ہوتی ہے۔گویا اختلاف کا ہونا اور اختلاف کرنا عین فطرت اور زندگی کی علامت ہے۔یہ اختلاف ہی ہے جس کی وجہ سے بحث و مباحثہ جنم لیتا ہے،ذہن کے دریچے کھلتے ہیں اور علم و آگہی میں ترقی ممکن ہو پاتی ہے۔

## اختلافِ رائے کے دائرے

اختلافِ رائے کے مختلف دائرے اور سطحیں ہیں مثال کے طور پر

ایمان و کفر کا دائرہ جیسے عقیدہ توحید و عقیدہ تثلیث

حق و باطل کا دائرہ جیسے اہلسنت و روافض یا خوارج کا اختلاف۔یہ اپنی تمام تر شدت و سنگینی کے باوجود پہلے دائرے سے کم ہے

اجتھادی مسائل میں فقہاء کا اختلاف جیسے احناف اور شوافع کے مابین اختلاف

اَولیٰ و غیر اَولیٰ کا دائرہ۔یہ اختلاف بالکل سطحی اختلاف کہہ سکتے ہیں کہ اس میں صواب و خطا کا نتیجہ بھی بعض اوقات نہیں نکالا جاتا

5. ایک دائرہ ہے مسلمہ عقیدے کی تعبیر و تشریح کا اختلاف اس طرح کے اختلاف میں مد مقابل پر کوئی حکم بھی نہیں لگا سکتے جیسا کہ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے ما بین اختلاف

اس اختلاف کے دائرے میں رہتے ہوئے ہر دو گروہ خود کیساتھ ساتھ دوسرے کو بھی اہلسنت ہی مانتے ہیں۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نے اختلافات کے مختلف دائرں اور سطحوں کو باہم ایسا مختلط کر دیا ہے کہ بات اَولیٰ اور غیر اَولیٰ کی ہوتی ہے جبکہ ہم کفر و اسلام کے ہتھیاروں کے ساتھ جنگ لڑ رہے ہوتے ہیں، بات خطا و صواب کی ہوتی ہے مگر ہم حق و باطل کے اَلم اٹھائے ایک دوسرے کے خلاف بر سرِ پیکار دکھائی دینے لگتے ہیں۔اگر ہم اختلافات کے

دائروں اور سطحوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہر اختلاف کو اس کے اصل دائرہ میں رکھیں تو بہت سے تنازعات خودبخود حل ہو جائیں اور باہمی احترام اور رواداری کا ماحول بھی فروغ پانے لگے۔

دوسری بات کہ اختلاف فقط مذہب یا سیاست ہی میں نہیں ہوتا زندگی کے ہر شعبہ میں اس شعبہ کے ماہرین کا اختلاف ہوتا ہے آپ نے دیکھا ہوگا ایک ہی مریض کی دوائی تجویز کرنے میں ڈاکٹرز کا اختلاف ہوتا ہے ، ایک ہی عمارت کی مضبوطی و کمزوری میں انجنیئرز کا اختلاف ہوتا ہے ، وکلاء ایک ہی آئین کی دفعات کی مختلف تشریح کرتے ہیں۔ قانون کی تشریح میں اعلیٰ عدالتوں کا اختلاف ہوتاہے۔ایک ہی گھر کے مختلف افراد میں اختلاف ہوتاہے، میاں بیوی کا موقف ایک دوسرے سے مختلف ہوسکتاہے، بہن بھائیوں کی رائے میں اختلاف ہوسکتاہے، والدین اور اولادمیں بعض اوقات کسی مسئلہ پر اتفاق نہیں ہوتا۔

اس کا مطلب ہوا کہ دوسروں کی رائے ہماری رائے سے مختلف ہوسکتی نہیں بلکہ لازمی ہوگی اور یہی ایک باشعور معاشرے کی علامت و پہچان ہے

## فریقِ ثانی کی رائے کو قبول نا کرنے کی وجوہات

فریقِ مخالف کی رائے کو قبول نا کرنے کی آج کے دور میں سب سے بڑی وجہ انانیت ہے ، انسان صرف اپنی انا کی خاطر بعض اوقات دوسرے کی رائے دل سے درست تسلیم کر بھی رہا ہوتا ہے لیکن زبان سے اقرار کرنے میں اپنی عزت و مقام کے گھٹنے کے خوف محسوس کرتا ہے جس کی بناء اسے حق قبول کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔اسی طرح ایک وجہ یہ بھی ہے کہ فریقِ ثانی کی رائے کو اتنا غیر اہم سمجھا جاتا ہے کہ اس کی رائے کی حقیقت و گہرائی کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی جاتی کیونکہ اس کی بحث و تمحیص کا مقصد حق کو قبول کرنا نہیں فریقِ مخالف کو اپنی رائے منوانا مقصود ہوتا ہے۔

## اختلاف رائے کے آداب

(1) اختلافِ رائے کے اظہار سے پہلے کھلے ذہن کے ساتھ اپنی رائے پر پہلے خود غور کرلیں کہ کہیں میں غلطی پر تو نہیں ؟ پھر اگر اپنی رائے غلط ثابت ہوتو اندر کی بات کو اندر ہی ختم کر ڈالیں اور قلبی سکون پائیں۔

(2) اگر آپ کو اپنی رائے دُرست لگے تو دیکھ لیجئے کہ اس کا اظہار ضروری بھی ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہر اختلافِ رائے کا اظہار ضروری نہیں ہوتا بالخصوص ایسی جگہ پر جہاں خاموش رہنے میں کوئی نقصان نہ ہورہا ہو مثلاً چائے کھانے کے بعد پی جائے یا تھوڑا ٹھہر کر ؟ یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے جس پر دوسروں سے اُلجھا جائے ، ہاں! آپ سے رائے لی جائے تو بتادیجئے۔

(3) ہر جگہ اختلافِ رائے کا حق جتاکر بحث مباحثہ میں نہ کُودیں کیونکہ بن مانگے اپنی رائے دینے سے قدرو قیمت (Value) جاتی رہتی ہے ، ہوسکتا ہے کہ لوگ آپ سے چِڑنے لگیں کہ یہ ہر معاملے میں ٹانگ اَڑا دیتا ہے ، اس لئے حتی الامکان پوچھے جانے پر ہی اپنی رائے دیجئے۔

(4) اختلافِ رائے کے اظہار کا انداز مہذب اور شائستہ ہونا چاہئے ، طنزیہ اندازِ گفتگو ، دوسروں کو جاہل اور بے وقوف قرار دینا ، جھاڑنا ، جارحانہ انداز اختیار کرنا دوسروں کے لئے باعثِ تکلیف ہوتا ہے اور آپ کا امپریشن بھی بگڑتا ہے۔

(5) دوسروں کے اختلافِ رائے کے حق کو بھی تسلیم کریں ، بحث کرکے انہی کو اپنی رائے بدلنے پر مجبور نہ کریں بلکہ گفتگو کے نتیجے میں آپ پر اپنی رائے کی غلطی ظاہر ہو تو اسے دُرُست کرکے بڑے پن کا مظاہرہ کیجئے۔

(6) اگر دونوں فریق اپنے اپنے مؤقف پر ڈٹے ہوئے ہوں اور فیصلہ کرنا بھی ضروری ہو تو کسی باصلاحیت اور ماہر شخص سے اپنے اختلافِ رائے کا فیصلہ کروا لیں۔

(7) اگر آپ کی رائے کو فوقیت مل جائے تو تکبر غرور میں مبتلا ہونے سے بچا جائے عموماً لوگوں کو سنا گیا ہے کہ دیکھا میں نے اسے کیسا خاموش کروایا ، میرے سامنے تو بڑے بڑے بولنا بُھول جاتے ہیں۔

(8) آپ غالب ہوں یا مغلوب! دونوں صورتوں میں فریقِ ثانی کی غیبتوں میں نہ پڑیں ، اس پر تہمتیں نہ لگائیں اور نہ ہی اپنے دل میں اس کا بُغض بٹھائیں۔

(9) اختلاف رائے کو اپنے اور سامنے والے فریق تک محدود رکھیں بلاضرورت تیسرے کواس کی ہوا بھی نہ لگنے دیں۔افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس طرف ہماری بالکل توجہ نہیں ، اوپر سے سوشل میڈیا واٹس ایپ ، ٹوئیٹر ، فیس بک وغیرہ نے ایسی آسانیاں دے دی ہیں کہ کوئی بھی نادان اپنے گھر ، گلی محلے یا دوستوں کے درمیان ہونے والی بات کو پوری دنیا کے سامنے پیش کرسکتا اور اپنی جگ ہنسائی کروا سکتا ہے۔اللہ پاک ایسوں کو عقلِ سلیم عطا فرمائے۔

(10) اختلاف رائے کسی سے بھی ہو! اس کے نتیجے میں آپسی تعلقات میں کھنچاؤ نہ آنے دیں۔

## اختلافِ رائے کی ماضی قریب کی ایک خوبصورت مثال

پیش کرتا ہوں

حضور مفتی اعظم عظم ہند علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا آپ مائک پر نماز کے عدم جواز کا فتویٰ دیتے ہیں جبکہ آپکے خلیفہ و مرید مفتی افضل حسین مونگیری صاحب جواز کا فتویٰ دیتے ہیں ( بحر العلوم مفتی افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ ہمارے شہر سکھر میں مدفن ہیں )

آپ نے فرمایا وہ عالم ہیں علم کی بنیاد پر اختلاف رائے رکھنے کا حق رکھتے ہیں . یہ سنکر وہ شخص مفتی افضل حسین صاحب کے پاس گیا اور انھیں کہا کے آپ اپنے پیر کے خلاف فتویٰ دیتے ہیں پیر کی پیروی نہیں کرتے تو آپ نے اس سے پوچھا حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کس مسلک سے تھے اسنے کہا حنبلی فرمایا تم حنفی ہو اپنے پیر کے خلاف کرتے ہو .

یہ سن کر وہ شخص وہاں سے چلا گیا .

ایک فقہی مسئلے میں دونوں بزرگوں کا مؤقف الگ الگ ہونے کے باوجود کتنی فراخدلی سے ایک دوسرے کی عزت کرتے تھے اختلاف ایک زندہ معاشرے کیلیے ایک انتہائی مفید ہے لہذااس کی قدر کریں اور اس سے پیدا ہونے والے فوائد سے مستفید ہوں اللہ کریم ہمیں اس کی اہمیت سمجھنے اور اس کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے